

نینوا کی تہذیب کے دوسری تہذیبوں پر اثرات

The Impact of The Nineveh Civilization on other Civilizations

Dr. Saeeda

Associate Professor, Department of Arabic, Govt. College Women University,
Faisalabad.

Zulekha Akbar

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. College Women University,
Faisalabad.

Received on: 04-01-2026

Accepted on: 05-02-2026

Abstract

Human history is a long story of the rise and fall of civilizations. Among the oldest civilizations in the world, Mesopotamia holds a very important place, where various nations not only laid the foundation of civilization but also gave new colors to human consciousness, art, literature, society and religion. Among these nations, the Assyrian nation and their great city "Nineveh" hold a prominent place. Nineveh was not only a political center, but also had such importance in terms of science, literature, religion and culture that its effects were deeply imprinted on later civilizations. The civilization of Nineveh had cultural diversity, intellectual depth and cultural breadth within itself. This city remained the capital of the Assyrian Empire for a long time and, due to its greatness and splendor, was the center of attention for other nations for many centuries. Nineveh is mentioned not only in archaeological discoveries but also in the books of divine religions, especially the Torah, the Gospel and the Quran, which indicates the international importance of this civilization. The civilization of Nineveh had all the elements that are considered essential for a civilized and developed society. Nineveh set a standard in urban planning, architecture, science and literature, religious rituals, and political organization that became the foundation for later civilizations. Under the patronage of kings like Ashurbanipal, not only a magnificent library was established here but also arrangements were made to preserve the intellectual capital. This scientific and cultural heritage later influenced Babylon, Iran, Greece, and even Islamic civilization.

Keywords: Human History, Mesopotamia, Assyrian Nation, Nineveh, Empire, Babylon, Iran, Greece, Islamic Civilization.

انسانی تاریخ تہذیبوں کے عروج و زوال کی ایک طویل داستان ہے۔ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں میسوپوٹیمیا (Mesopotamia) کا مقام نہایت اہم ہے، جہاں مختلف اقوام نے نہ صرف تمدن کی بنیاد رکھی بلکہ انسانی شعور، فن، ادب، معاشرت اور مذہب کو نئے رنگ دیے۔ انہی اقوام میں آشوری (Assyrian) قوم اور ان کا عظیم شہر "نینوا" نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ نینوا صرف ایک سیاسی مرکز ہی نہ تھا بلکہ علمی، ادبی، مذہبی اور تہذیبی حوالے سے بھی ایک ایسی اہمیت کا حامل تھا جس کے اثرات بعد کی تہذیبوں پر گہرے انداز میں مرتب ہوئے۔

نینووا کی تہذیب اپنے اندر تمدنی تنوع، فکری گہرائی اور تہذیبی وسعت لیے ہوئے تھی۔ یہ شہر ایک طویل عرصے تک آشوری سلطنت کا دار الحکومت رہا اور اپنی عظمت و شوکت کے باعث کئی صدیوں تک دیگر اقوام کے لیے مرکزِ نگاہ رہا۔ نینووا کا تذکرہ نہ صرف آثارِ قدیمہ کی دریافتوں میں ملتا ہے بلکہ آسمانی مذاہب کی کتابوں، خاص طور پر تورات، انجیل اور قرآن میں بھی اس کا ذکر آیا ہے، جس سے اس تہذیب کی بین الاقوامی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

نینووا کی تہذیب میں وہ تمام عناصر موجود تھے جو کسی مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ شہری منصوبہ بندی، فنِ تعمیر، علم و ادب، مذہبی رسومات، اور سیاسی نظم و نسق میں نینووانے ایک معیار قائم کیا جو بعد کی تہذیبوں کے لیے بنیاد بنا۔ اشور بانی پال جیسے بادشاہوں کی سرپرستی میں یہاں نہ صرف ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم ہوا بلکہ علمی سرمائے کو محفوظ رکھنے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ یہی علمی و تہذیبی ورثہ بعد ازاں بابل، ایران، یونان، اور حتیٰ کہ اسلامی تہذیب پر بھی اثر انداز ہوا۔

نینووا کا تعارف

نینووا (Nineveh) دنیا کی قدیم ترین اور معروف ترین تہذیبوں میں شمار ہونے والا ایک تاریخی شہر ہے، جو قدیم آشوری سلطنت کا دار الحکومت تھا۔ یہ شہر علم، فن، معیشت، مذہب اور سیاست کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھا۔ نینووا کو قدیم میسوپوٹیمیا کی تہذیب میں مرکزیت حاصل تھی، اور یہ شہر نہ صرف اپنے زمانے میں ترقی و عروج کی علامت تھا بلکہ بعد کی تہذیبوں پر بھی اس کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے گئے۔

نینووا کا تذکرہ صرف تاریخی کتابوں میں ہی نہیں بلکہ الہامی مذاہب کی کتب میں بھی ملتا ہے، خصوصاً بائبل اور قرآن میں حضرت یونسؑ کی قوم کے طور پر نینووا کا ذکر آتا ہے۔ یہ حوالہ نینووا کی مذہبی و اخلاقی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس شہر کو انسانی تاریخ میں پہلی بار منظم شہری منصوبہ بندی، عظیم الشان شاہی عمارات، اور علم و ادب کے ذخیرے کی بدولت شناخت حاصل ہوئی۔

نینووا کی تہذیب نہ صرف مادی ترقیات میں پیش پیش تھی بلکہ فکری، روحانی اور ثقافتی اعتبار سے بھی قابل ذکر تھی۔ اس شہر میں اشور بانی پال (Ashurbanipal) جیسے بادشاہوں کے دور میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا گیا، جو دنیا کی اولین لائبریریوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں علم و ادب، تاریخ، قانون، مذہب، فلکیات اور طب سے متعلق ہزاروں مٹی کی تختیاں دریافت ہوئیں، جو آج بھی بین الاقوامی جامعات اور عجائب گھروں میں تحقیق کا مرکز ہیں۔

نینووا کا شمار ان گنے چنے شہروں میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف اپنی تہذیب کو پروان چڑھا یا بلکہ ارد گرد کی تہذیبوں کو بھی متاثر کیا۔ یہ شہر بعد ازاں بابل، ایران، یونان اور یہاں تک کہ اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں میں اپنی چھاپ چھوڑ گیا۔ اس لیے نینووا کا مطالعہ دراصل انسانی تہذیب کے ارتقاء کو سمجھنے کی ایک اہم کڑی ہے۔

نینووا کی جغرافیائی حیثیت نے اس شہر کو تہذیبی، تجارتی اور سیاسی طور پر ایک نمایاں مقام عطا کیا۔ یہ شہر موجودہ عراق کے شمالی حصے میں دریائے

دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا، جہاں آج کل کا شہر موصل آباد ہے۔ اس کا محل وقوع اس زمانے کے تمام اہم تجارتی راستوں کے بیچ واقع تھا، جس کے باعث یہ علاقہ نہ صرف مقامی تجارت کا مرکز بنا بلکہ بین الاقوامی تجارت کا گزرگاہ بھی رہا۔ یہی وجہ ہے کہ نینوا کو قدیم دنیا کے سب سے بڑے اور خوشحال شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

جغرافیائی اہمیت

دریائے دجلہ کے قریب ہونے کی وجہ سے نینوا کو زراعت، پانی کی فراہمی، نقل و حمل اور تجارتی قافلوں کی آمد و رفت میں آسانی حاصل تھی۔ یہ قدرتی وسائل کی دستیابی اور محل وقوع کی بدولت ایک مستحکم اور خود کفیل معیشت کا حامل شہر بن گیا۔ اس کے قرب و جوار میں زرخیز زمینیں اور معدنی ذخائر موجود تھے جو اس کے اقتصادی استحکام میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ یہ علاقہ "ہلال حاصل خیز" (Fertile Crescent) کا حصہ تھا، جہاں انسانی تہذیب نے ابتدائی ترقی کی منازل طے کیں۔

تاریخی پس منظر

نینوا کی تاریخ تقریباً 6000 سال پر محیط ہے۔ اس کی بنیاد کا اندازہ 5000 ق.م. سے بھی پہلے کے دور سے لگایا جاتا ہے، جب یہاں ابتدائی انسانی بستیاں قائم ہوئیں۔ لیکن اس کی اصل شہرت اُس وقت ہوئی جب یہ شہر آشوری سلطنت کا دار الحکومت بنا۔ 9ویں صدی ق.م. میں آشوری حکمران سنحاریب (Sennacherib) نے نینوا کو ایک عظیم الشان شاہی شہر میں تبدیل کیا۔ اس کے بعد آشور بانی پال کے دور میں نینوا نے علمی، ادبی اور تہذیبی لحاظ سے اپنا نقطہ عروج حاصل کیا۔

”نینوا کی لائبریری میں سومری، اکدی، اور بابلی ادب کے ہزاروں کتبے محفوظ تھے جو بعد کی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنے۔“⁽¹⁾

نینوا کا دار الحکومت بننا ایک اہم سیاسی تبدیلی تھی جس نے اسے سلطنت آشور کے دیگر حصوں سے ممتاز کر دیا۔ یہاں وسیع شاہی محلات، مندروں، باغات، اور عوامی عمارت کی تعمیر نے اس شہر کو قدیم دنیا کی ایک شاندار مثال بنا دیا۔ آشور بانی پال کی قائم کردہ لائبریری اس تہذیب کا روشن ترین پہلو تھی جس نے نینوا کو علم و دانش کا مرکز بنایا۔

زوال

نینوا کی شان و شوکت کا خاتمہ 612 ق.م. میں اس وقت ہوا جب بابلی اور میدی اتحادی فوجوں نے اس پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ شہر کو آگ لگادی گئی، عمارت مسمار ہو گئیں، اور تہذیبی ذخائر بکھر کر رہ گئے۔ اگرچہ نینوا کا جسم مٹ گیا، لیکن اس کی روح آنے والی کئی صدیوں تک دوسری تہذیبوں میں زندہ رہی۔

نینوا کی تہذیب کے نمایاں عناصر

قدیم نینوا کی تہذیب میں کئی ایسے پہلو پائے جاتے ہیں جو اسے دیگر ہم عصر تہذیبوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اس کی تہذیبی شناخت صرف عمارت یا فوجی قوت تک محدود نہ تھی بلکہ معاشرت، مذہب، فنون لطیفہ، اور علم و ادب کے میدانوں میں بھی نینوا کی تہذیب ایک مکمل تمدنی

صورت میں سامنے آتی ہے۔

”شادی و علمی اور اسکے علاوہ بہت سے ایسے عجیب و غریب تقریبیں انہوں نے اپنی زندگی کے واسطے ضروری سمجھی تھیں جن سے کوئی وقت کسی نہ کسی رسم کے ادا کرنے سے انکے لیے خالی نہ تھا۔ وہ نجوم کی تاثیر کے قابل نہیں اور سفر و سیاحت میں اسکے نتائج پر پورا پورا عمل کرنے میں اپنی قطعی فلاح سمجھتے تھے اہل نینو کے اطفال کے پیدا ہونے سے انکے پیوند زمین ہونے تک ایک عجیب رسموں کا دریا فطرت انسانی پر لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے جسمیں ایک بہت بڑا گروہ بالکل ڈوبا ہوا تھا اور بعض صرف اسقدر فارغ رہتے تھے کہ دنیا کی ضروری یا منصبی کاروبار میں کوئی مشکل رد بکار نہ ہو۔“ (2)

فن تعمیر اور شہری منصوبہ بندی

نینو کے آثارِ قدیمہ سے جو سب سے نمایاں چیز سامنے آتی ہے وہ اس شہر کی فن تعمیر میں مہارت ہے۔ شاہی محلات، معبد، دیواری نقش و نگار، ستون دار ہال، اور گھروں کی ترتیب اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ نینو کے معمار نہ صرف تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال تھے بلکہ وہ انجینئرنگ کے اصولوں سے بھی بخوبی واقف تھے۔ شہر کی گلیاں کشادہ، راستے منظم اور نکاسی آب کا نظام حیرت انگیز طور پر ترقی یافتہ تھا۔

”اگرچہ عام طور سے اس شہر کی قدیم عمارتیں لحاظ اپنے احکام اور پیچ در پیچ ہونے کو ہیں۔ عجیب و غریب خیال کی گئی نہیں لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز اہل شہر کی مندر اور اور پیدائش گاہ ہیں جو تمام شہر کی عمارتوں سے بلند اور مضبوط اور بارونق تھیں اور باشندگان نینو تیر اپنی تمام عمر کی دولت صرف ایک چھوٹے سے مندر کی تعمیر میں صرف کر دیتے تھے۔“ (3)

سنحاریب اور آشور بانی پال کے دور حکومت میں کئی وسیع شاہی محلات تعمیر کیے گئے جن کی دیواروں پر سنگ تراشی کے نایاب نمونے، جنگی مناظر، مذہبی رسومات اور بادشاہوں کی فتوحات کی داستانیں کندہ کی گئیں۔ یہ فن پارے نہ صرف جمالیاتی لحاظ سے دلکش ہیں بلکہ ان کے ذریعے اُس دور کی معاشرتی زندگی کا عکس بھی نظر آتا ہے۔

مذہبی اور اساطیری عقائد

نینو کی تہذیب میں مذہب کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہاں کے لوگ مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے جن میں آشور، ایشر، اور نبو جیسے خداؤں کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے۔ معابد اور مذہبی رسومات نہ صرف روحانیت کا مظہر تھیں بلکہ معاشرتی نظم و ضبط میں بھی ان کا بڑا کردار تھا۔ مذہبی تقریبات، پیش گوئیاں، اور پجاریوں کی تنظیم اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ نینو کا مذہبی نظام ایک منظم ادارے کی صورت میں موجود تھا۔

”اس میں شک نہیں کہ نینو کے رہنے والے بت پرست تھے اور وہ خداے وحدہ لا شریک اور واجب الوجود حقیقی کے وجود کے قطعی منکر تھے۔ باوجودیکہ ان میں ایک بہت بڑی جماعت ایسے اشخاص کی تھی جو حکما کے لقب کی سزاوار تھی کیونکہ انہوں نے بہت سے اسرار تاثیرات کے ایسے دریافت کر لیے تھے جو سوائے درجہ زنی علم ارباب تحقیق کے دوسروں سے تقریباً ناممکن تھے۔“ (4)

زبان و تحریر

نیووا میں استعمال ہونے والی زبان آکادی (Akkadian) تھی، جو میسوپوٹیمیا کی قدیم زبانوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس زبان کو لکھنے کے لیے جو رسم الخط اختیار کیا گیا وہ "سیلی خطی" (Cuneiform) کہلاتا ہے، جو مٹی کی تختیوں پر کندہ کیا جاتا تھا۔ یہ تحریری نظام علم و ادب کی بقا اور ترسیل میں نہایت مؤثر ثابت ہوا اور اس کے ذریعے تاریخ، قانون، ادب، فلکیات اور طب جیسے مضامین کو محفوظ کیا گیا۔

نیووا کی لائبریری، جسے اشور بانی پال نے قائم کیا، انسانی تاریخ کی پہلی منظم علمی درسگاہوں میں سے ایک تھی۔ یہاں ہزاروں مٹی کی تختیاں دریافت ہوئی ہیں جو نہ صرف اس دور کے علم کا احاطہ کرتی ہیں بلکہ انسانی شعور کے ارتقاء کا بھی مظہر ہیں۔

فنون لطیفہ

نیووا کے عوام ذوقِ جمال سے لبریز تھے۔ ان کی روزمرہ زندگی میں موسیقی، نقش و نگاری، مجسمہ سازی، اور لوک روایات کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ دیواروں پر ابھرتے ہوئے نقوش، جانوروں کی صورتوں میں بنی مورتیاں، اور زیورات و ملبوسات میں سجائی عناصر اس تہذیب کے جمالیاتی ذوق کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ فنون نہ صرف اشرافیہ بلکہ عوام میں بھی یکساں مقبول تھے۔

نیووا کے باشندے ذوقِ جمال، حسینی لطافت اور فنونِ لطیفہ سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ ان کی روزمرہ زندگی میں فنونِ عالیہ کا عمل دخل محض رسمی یا اشرافیاتی سطح تک محدود نہیں تھا، بلکہ عوامی ثقافت کا بھی بنیادی حصہ تھا۔ موسیقی، نقش و نگاری، مجسمہ سازی، اور لوک روایات ان کے تہذیبی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی تھیں کہ یہ فنون صرف جمالیاتی اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرتی شناخت اور روحانی تسکین کا وسیلہ بن چکے تھے۔ نیووا کے محلات، عبادت گاہوں اور عام گھروں کی دیواروں پر کندہ تصویری نقوش، انسانی اور حیوانی صورتوں میں ڈھلی مورتیاں، اور ان کے استعمال میں آنے والے زیورات و ملبوسات میں سجائی عناصر کی جامع موجودگی، ان اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ:

”تیر اندازی کا ہنر اہل نیووا ہی نے ایجاد کیا ہے اور گو یہ تحقیقی مشتبہ ہو مگر بعض تاریخی اسبات کی شہاد ہیں کہ اہل نیووا اپنے زمانہ میں فن تیر اندازی میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے اور اس فن سپہ گری کو اور تمام فوجی المتوایک طرح کا امتیاز اور درجہ حاصل نہا یہ ضرور تھا کہ مشیر زن میں کامل مہارت کے بعد ہر ایک باشندہ شہر تیر اندازی کے فن میں کمال حاصل کرے اور کم سے کم استقدر تو بالضرور اسکو مشق کرتی پڑتی تھی کہ ضرورت کے وقت اپنے اہل ملک کی مدد کر سکے اسبات کے دریافت کرنے سے کمال حیرت ہوتی ہے کہ جس طرح شاہان نجم اپنے فوجی اشخاص کو فن تیر اندازی میں کامل ماہر کر دینا چاہتے تھے اس سے زیادہ اہل نیووا کی مصروفیت کا پتہ اس فن کی بات اکثر کتب تواریخ سے ملتا ہے۔“ (5)

نیووا کی تہذیب ایک منظم، طبقاتی اور پیشہ ورانہ معاشرت پر مبنی تھی۔ یہاں کا معاشرہ بادشاہ کو مرکزی حیثیت دیتا تھا جو مذہبی و سیاسی اختیارات کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے بعد اشرافیہ، سپاہی، کاریگر، تاجر، کسان اور مزدوروں پر مشتمل مختلف طبقات موجود تھے، جن کے درمیان واضح

تفریق پائی جاتی تھی لیکن ہر طبقے کا نظام میں ایک متعین کردار تھا۔

نیووی معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام پر استوار تھی، جو ایک مضبوط اور مربوط سماجی اکائی کے طور پر موجود تھا۔ خاندان نہ صرف ایک اقتصادی و معاشی یونٹ تھا بلکہ تہذیبی اقدار، اخلاقی اصولوں اور ثقافتی روایات کی منتقلی کا بھی ذریعہ تھا۔ اس معاشرے میں پدری نظام (Patriarchy) کا غلبہ تھا، جہاں مرد کو خاندان کا سربراہ اور نظم و نسق کا ذمہ دار تصور کیا جاتا تھا۔ والد، بھائی یا شوہر کی حیثیت سے مرد کی رائے کو اولیت حاصل ہوتی، اور خاندانی فیصلوں میں اس کی مرضی کو مرکزی مقام حاصل ہوتا۔

عورتیں عمومی طور پر گھریلو امور، بچوں کی پرورش، اور گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ دار سمجھی جاتی تھیں۔ ان کی حیثیت اگرچہ ظاہری طور پر محدود نظر آتی ہے، مگر نیووی تمدن میں مذہبی رسوم، مخصوص ثقافتی سرگرمیوں، اور بعض فنون لطیفہ میں ان کا کردار بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ بعض نقوش اور مجسمے ایسے ملے ہیں جن میں خواتین کو مذہبی یا ثقافتی رسومات ادا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کی شرکت مکمل طور پر موقوف نہ تھی بلکہ مخصوص دائرہ کار میں ان کا فعال کردار موجود تھا۔

خاندانی نظام کی اس ترتیب نے نیووا میں نہ صرف معاشرتی نظم و ضبط کھالوں کی صورت میں معاشی پیداوار کا ذریعہ بھی تھے۔ ان مویشیوں کی افزائش اور نگہداشت کے لیے خاص پراگاہیں مختص کی جاتی تھیں، اور بعض شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے باقاعدہ قواعد و ضوابط بھی رائج تھے۔

خاندان نیووی معاشرے کی بنیادی اکائی تھا، اور پدری نظام (Patriarchy) غالب تھا۔ مرد کو خاندانی سربراہ کی حیثیت حاصل تھی جبکہ عورتیں گھریلو امور کی نگہبان مانی جاتی تھیں، اگرچہ مذہبی رسوم اور بعض فنون میں خواتین کا کردار بھی دیکھا گیا ہے۔ اقتصادی لحاظ سے نیووا ایک خوشحال اور خود کفیل شہر تھا۔ اس کی معیشت کا دار و مدار زراعت، مویشی پالنے، دستکاری، اور تجارت پر تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہونے کی وجہ سے زمینیں زرخیز تھیں، جہاں گندم، جو، کھجور اور دیگر اجناس کاشت کی جاتی تھیں۔ نہری نظام کی موجودگی نے زراعت کو مزید تقویت دی۔

دستکاری اور صنعتوں میں لوہے، کانسی، پتھر اور مٹی کے برتنوں، ہتھیاروں، زیورات، اور مجسموں کی تیاری قابل ذکر ہے۔ نیووا کے تاجر بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی رکھتے تھے اور اشیاء کی خرید و فروخت شام، مصر، ایران اور دیگر علاقوں تک ہوتی تھی۔ بازار منظم تھے، اور اشیاء کی قیمتوں کا تعین ریاستی نگرانی میں کیا جاتا تھا۔

محنت کشوں اور کاریگروں کی اہمیت اس تہذیب میں مسلم تھی، جن کی مہارت نے نیووا کو ترقی کی بلند سطح تک پہنچایا۔ اس معاشرتی اور اقتصادی نظام نے نیووا کو نہ صرف مستحکم بنایا بلکہ آنے والی تہذیبوں کو بھی راہ دکھائی۔

نیووا کا معاشرتی و اقتصادی نظام

نیووا کا معاشرہ ایک واضح طبقاتی ساخت رکھتا تھا جس میں بادشاہ سب سے بالا درجہ رکھتا، اس کے بعد اشرافیہ، فوجی، کاریگر، کسان اور مزدور

آتے تھے۔ خاندان کو سماج کی بنیادی اکائی تصور کیا جاتا، اور مرد کو گھر کا سربراہ مانا جاتا تھا۔ اقتصادی اعتبار سے نینوا قدیم دنیا کے ان شہروں میں شمار ہوتا تھا جو نہ صرف خوشحال بلکہ معاشی خود کفالت کی اعلیٰ مثال تھے۔ اس کی معیشت ایک جامع نظام پر مبنی تھی جس میں زراعت، مویشی پروری، دستکاری، اور تجارت کو بنیادی ستون کی حیثیت حاصل تھی۔ نینوا کی خوشحالی میں اس کے جغرافیائی محل وقوع کا بھی کلیدی کردار تھا۔ شہر دریائے دجلہ کے کنارے آباد تھا، جس کے باعث اس کی زمینیں نہایت زرخیز تھیں۔ ان زرخیز زمینوں میں گندم، جو، کھجور، تل، اور دیگر اجناس کی کاشت بڑے پیمانے پر کی جاتی تھی، جو مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ تجارت کا ذریعہ بھی بنتی تھی۔

نینوا کے کسان جدید نہری نظام سے واقف تھے، جس کی مدد سے وہ خشک علاقوں تک بھی پانی پہنچاتے تھے۔ اس آبی نظام نے نہ صرف زراعت کو وسعت دی بلکہ فصلوں کی پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا۔ اسی نظام کی بدولت سال بھر مختلف اجناس کی کاشت ممکن ہوئی، اور فاقہ کشی یا قلتِ خوراک جیسے مسائل بہت حد تک ناپید رہے۔

مویشی پالنا بھی نینوی معیشت کا اہم جزو تھا۔ بیل، بھیڑ، بکریاں، اور گھوڑے نہ صرف زرعی کاموں میں استعمال ہوتے تھے بلکہ دودھ، گوشت، اور کھالوں کی صورت کار یگروں کی تیار کردہ مصنوعات کی مانگ بیرونی علاقوں میں بھی تھی، جو اس بات کی علامت ہے کہ نینوی دستکاری عالمی معیار کی حامل تھی۔ تجارت کے ذریعے ان اشیاء کی برآمد سے شہر کو مالی استحکام حاصل ہوتا، اور کاریگروں کی محنت محض فن تک محدود نہ رہتی بلکہ معیشت میں براہ راست حصہ لیتی۔

مزید یہ کہ دستکاری صرف مردوں تک محدود نہ تھی بلکہ بعض طبقات میں خواتین بھی سوت کا تنے، کپڑا بننے یا زیورات بنانے جیسے ہنر میں شامل تھیں، جو کہ سماجی اشتراک اور معاشی شمولیت کا ایک مثبت پہلو تھا۔

یوں نینوا کا ہنر مند طبقہ نہ صرف معاشی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا بلکہ وہ تمدن و ثقافت کی تخلیقی روح بھی تھا، جس کی مہارت نے نینوا کو فنون و صنعت میں ہمیشہ کے لیے ممتاز کر دیا۔

تجارت کے میدان میں نینوا کا دائرہ کار محض مقامی سطح تک محدود نہ تھا بلکہ یہ دیگر ہمسایہ اقوام کے ساتھ لین دین کے رشتے میں بھی بندھا ہوا تھا۔ اجناس، مویشی، دستکاری کی اشیاء، اور دیگر مصنوعات کے تبادلے سے شہر کی معیشت میں تسلسل اور استحکام پیدا ہوتا تھا۔ یہ تمام پہلو مل کر نینوا کو ایک ترقی یافتہ، متوازن اور خود کفیل اقتصادی ماڈل میں ڈھالتے تھے، جو اس کی تہذیبی برتری اور سیاسی خود مختاری کی بنیاد ثابت ہوئے۔

دستکاری اور صنعتوں میں لوہے، کانسی، پتھر اور مٹی کے برتنوں، ہتھیاروں، زیورات، اور مجسموں کی تیاری قابل ذکر ہے۔ نینوا کے تاجر بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی رکھتے تھے اور اشیاء کی خرید و فروخت شام، مصر، ایران اور دیگر علاقوں تک ہوتی تھی۔ بازار منظم تھے، اور اشیاء کی قیمتوں کا تعین ریاستی نگرانی میں کیا جاتا تھا۔

محنت کشوں اور کاریگروں کی اہمیت اس تہذیب میں مسلم تھی، جن کی مہارت نے نیوواکو ترقی کی بلند سطح تک پہنچایا۔ اس معاشرتی اور اقتصادی نظام نے نیوواکو نہ صرف مستحکم بنایا بلکہ آنے والی تہذیبوں کو بھی راہ دکھائی۔

اقتصادی طور پر نیووا ایک زر خیز اور خوشحال خطہ تھا۔ دریائے دجلہ کی قربت نے زراعت کو فروغ دیا، جہاں گندم، جو، کھجور اور سبزیاں پیدا ہوتی تھیں۔ ساتھ ہی، دستکاری، دھات کاری، برتن سازی اور تجارت بھی معیشت کا اہم حصہ تھیں۔ نیووا کے بازار منظم تھے اور اشیاء کی لین دین پر ریاستی نگاہ رہتی تھی۔

یہ معاشرتی اور معاشی نظم نیووا کی ترقی کا اہم ستون تھا، جو بعد کی تہذیبوں کے لیے ایک نمونہ بنا۔

نیووا کی تہذیب نے علمی، فکری اور تمدنی لحاظ سے کئی اقوام کو متاثر کیا۔ اشور بانی پال کی لائبریری، جس میں ہزاروں مٹی کی تختیاں محفوظ تھیں، بعد کی تہذیبوں کے لیے علمی سرمائے کا ذریعہ بنیں۔ ان تختیوں میں تاریخ، قانون، طب، فلکیات اور ادب کا ذخیرہ تھا، جس نے بابل، ایران اور بعد ازاں یونانی و رومی دنیا کے فکری نظاموں پر اثر ڈالا۔

قانون سازی میں بھی نیووا کی روایتیں ہمورابی کے قوانین سے ہوتی ہوئی اسلامی فقہ تک بعض اصولوں کی شکل میں منتقل ہوئیں۔ تحریری زبان، علمی تنظیم، اور ریاستی نظم نے بعد کی تہذیبوں کو شہری نظام کی بنیاد فراہم کی۔

فن تعمیر اور شہری منصوبہ بندی کے اصول مصر، فارس اور یونان میں اپنائے گئے۔ مذہبی تصورات، مثلاً آسمانی دیوتاؤں کا تصور، بعد کی ادیان میں مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے۔ یوں نیووا ایک ایسا فکری منبع رہا، جس کی روشنی صدیوں تک مختلف تہذیبوں کی راہوں کو روشن کرتی رہی۔

دستکاری و ہنرمندی

نیووا کی معیشت میں دستکاری اور ہنرمندی کو ایک ممتاز اور دیرپا مقام حاصل تھا۔ یہ صرف اقتصادی ترقی کا ذریعہ نہیں تھی بلکہ اس تہذیب کی فنی ذوق، جمالیاتی شعور اور تخلیقی مزاج کا مظہر بھی تھی۔ نیووا کے کاریگر محض ہنرمند نہیں تھے بلکہ وہ ایک تہذیبی ورثے کے امین تھے جنہوں نے نسل در نسل اپنی مہارتوں کو سنوارا اور محفوظ رکھا۔

یہ کاریگر نہایت باریک بینی، صبر، اور تخلیقی وجدان کے ساتھ مختلف اقسام کی اشیاء تیار کرتے تھے۔ برتن سازی میں مٹی کو شکل دینا، اسے کندہ کرنا، اور پھر رنگ و روغن سے آراستہ کرنا ایک مکمل فن سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح زیورات سازی میں دھاتوں کی تراش خراش، جواہرات کی پیوند کاری اور نقوش کی بناوٹ نیووا کی کاریگروں کی غیر معمولی مہارت کا پتہ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ دینی و مذہبی اشیاء جیسے عبادت گاہوں کے محسمے، علامتی نقش و نگار اور مذہبی علامات بھی نہایت عقیدت اور فنی مہارت سے تیار کی جاتی تھیں۔

یہ تمام اشیاء صرف مقامی استعمال تک محدود نہ تھیں، بلکہ نیووا کی مٹھیوں سے یہ سامان دیگر شہروں اور اقوام تک بھی پہنچایا جاتا تھا۔

نینوآ کی تہذیب کے دوسری تہذیبوں پر اثرات

تاریخ انسانی کے اوراق پر اگر قدیم تہذیبوں کی چھاپ تلاش کی جائے تو نینوآ کی تہذیب ایک ایسے روشن باب کی صورت میں سامنے آتی ہے جس نے نہ صرف اپنے دور میں مرکزیت حاصل کی، بلکہ بعد ازاں مختلف تہذیبوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ نینوآ جو موجودہ عراق کے شمال میں دریائے دجلہ کے کنارے آباد تھا، قدیم آشوری سلطنت کا دار الحکومت رہا۔ یہ شہر صرف سیاسی مرکز نہ تھا بلکہ علمی، فکری، فنون اور نظم حکومت کے لحاظ سے بھی ایک مہذب اور باشعور تمدن کا آئینہ دار تھا۔

نینوآ کے اثرات محض مقامی یا وقتی نہ تھے، بلکہ اس تہذیب نے آنے والی اقوام و تمدنوں کو فکری و عملی حوالوں سے متاثر کیا۔ یہ اثرات مختلف تہذیبی میدانوں میں دیکھے جاسکتے ہیں، جنہیں ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

1۔ علم و تحریر کا تسلسل

نینوآ کی تہذیب میں تحریر کو جو مقام حاصل تھا، وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس قوم نے علم کو محض وقتی ضرورت نہیں بلکہ ایک مستقل ورثہ سمجھا۔ اشور بانی پال کی عظیم الشان لائبریری، جس میں ہزاروں مٹی کی تختیاں محفوظ تھیں، ایک ایسا علمی خزانہ تھا جس کی بدولت بعد کی تہذیبوں نے تاریخ، قانون، طب، فلکیات، ادب اور مذہب جیسے موضوعات میں راہنمائی پائی۔ یونانی مؤرخین نے جب قدیم مشرقی علوم کو قلم بند کیا تو نینوآ کی تختیوں اور کتب سے استفادہ واضح دکھائی دیتا ہے۔ یہی علمی روایت بعد میں رومی اور اسلامی تہذیبوں کے علمی نظام میں منتقل ہوئی۔

2۔ فن تعمیر و شہری نظم کا اثر

نینوآ میں شہری منصوبہ بندی اور فن تعمیر کا جو معیار اپنایا گیا، اس نے بعد کی اقوام کو فن عمارت اور انجینئرنگ کے اصول سکھائے۔ پختہ سڑکیں، نکاسی آب کا نظام، قلعہ بندیاں، ستون دار ہال، اور دیواری نقش نگاری، بعد کی تہذیبوں میں بھی اختیار کی گئی۔ مصر کے بعض شہروں میں، اور بعد ازاں ایرانی سلطنتوں میں، نینوآ کے طرز تعمیر کی جھلک نظر آتی ہے۔

3۔ مذہبی و اساطیری افکار کی منتقلی

نینوآ کے مذہبی عقائد، دیوتاؤں کے تصور، اور اخلاقی اصولوں نے دیگر تہذیبوں میں فکری سطح پر اثرات مرتب کیے۔ آشوری دیوتا "آشور"، دیوی "ایشتار" اور دیگر خدائی تصورات بعد میں بابل اور حتیٰ کہ یونانی اساطیر میں ڈھلتے دکھائی دیتے ہیں۔ "عقیدہ نجات"، "آخرت"، اور "الہی انصاف" جیسے موضوعات بعد کی مذہبی روایات میں شامل ہو کر ایک فکری تسلسل قائم کرتے ہیں۔

4۔ قانون و حکومت کے نظام پر اثر

نینوآ کی تہذیب میں جو ریاستی نظم قائم تھا، اس میں بادشاہ صرف سیاسی حاکم نہیں بلکہ مذہبی و اخلاقی رہنما بھی تصور کیا جاتا تھا۔ قوانین تحریری شکل میں مرتب ہوتے، اور سزا و جزا کا تصور واضح ہوتا۔ ہمورابی کا قانون، جسے قدیم ترین قانونی ضابطوں میں شمار کیا جاتا ہے، نینوآ کی عدالتی و

قانونی نظام سے متاثر نظر آتا ہے۔ یہی قانون سازی بعد میں ایرانی، یونانی، رومی، اور اسلامی عدالتی نظاموں میں مخصوص صورت میں نظر آتی ہے۔

”ایرانی سلطنت نے نیوواکی انتظامی ساخت کو نئے انداز میں نقل کیا اور اسے اپنے نظام میں شامل کر لیا۔“ (6)

5۔ اقتصادی و تجارتی اثرات

نیوواکی تجارتی سرگرمیاں بین الاقوامی نوعیت کی تھیں۔ یہاں سے شام، مصر، فارس اور اناطولیہ تک مال و تجارت کا تبادلہ ہوتا۔ اشیائے صرف، ہنرمند مصنوعات، اور زراعتی پیداوار کا معیار ایسا تھا کہ اس نے اردگرد کی تہذیبوں میں معیاری پیداوار کا رجحان پیدا کیا۔ نیوواکی منڈیوں اور تجارتی تنظیموں کا اثر بعد کی ریاستوں میں بازاری نظام کی بنیاد بنا۔

6۔ ادبی و ثقافتی رنگ

نیوواکی اساطیری ادب، دیومالا، اور لوک کہانیوں نے بعد کی اقوام میں کہانی نویسی، ڈرامہ اور مذہبی رزمیہ ادب کو جنم دیا۔ "گلگامش" جیسی رزمیہ داستانیں نیوواکی علمی ماحول کی غمازی کرتی ہیں۔ ان کا اثر بابل، یونان، اور یہاں تک کہ اسلامی دور کے افسانوی ادب میں بالواسطہ طور پر محسوس ہوتا ہے۔

7۔ اسلامی تہذیب پر اثر

اسلامی تہذیب نے جب علمی و تمدنی ترقی کی منازل طے کیں تو اس نے سابقہ اقوام کی فکری میراث سے استفادہ بھی کیا۔ نیوواکی لائبریریوں، شہری نظم، اور تمدنی اصولوں کی جھلک اسلامی کتب خانوں، علمی مراکز، اور نظام حکومت میں کسی حد تک محسوس کی جاسکتی ہے۔ عرب مؤرخین جیسے طبری، مسعودی اور بلاذری نے نیوواکی حالات و تہذیب کا ذکر کر کے اس کے علمی ورثے کو زندہ رکھا۔

جب اسلامی تہذیب نے اپنے ابتدائی ادوار میں علمی، فکری اور تمدنی بلندیوں کو چھوا، تو اس نے محض دینی علوم تک خود کو محدود نہ رکھا بلکہ سابقہ اقوام کی علمی، فکری، اور تہذیبی میراث سے بھرپور استفادہ کیا۔ اسلامی عہد کی دانشورانہ وسعت اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ اہل اسلام نے یونانی، رومی، مصری، اور نیوواکی تہذیب سمیت تمام قدیم تمدنوں کے علوم کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ ان پر تحقیق اور تنقید کے نئے زاویے بھی متعارف کروائے۔

نیوواکی جو علمی و فکری ترقی کی ایک روشن علامت رہا ہے، اس کے اثرات اسلامی علمی و تمدنی نظام میں بھی جھلکتے ہیں۔ نیوواکی قدیم لائبریریاں، جو مٹی کی تختیوں پر محفوظ علوم و قوانین کی گواہ تھیں، اسلامی کتب خانوں اور بیت الحکمت جیسے اداروں کے قیام میں غیر محسوس لیکن نمایاں طور پر اثر انداز ہوئیں۔ علم کی تنظیم، ریاستی نظم، اور شہری اداروں کی تشکیل میں نیوواکی روایتوں کی بازگشت اسلامی تمدن میں سنائی دیتی ہے، خصوصاً عباسی دور میں جب بغداد، بصرہ، اور کوفہ جیسے شہروں میں علمی مراکز اور کتب خانے قائم ہوئے۔

اس کے علاوہ، اسلامی مؤرخین اور جغرافیہ دانوں نے بھی نیوواکی کو محض ایک ماضی کا شہر نہیں سمجھا، بلکہ اسے ایک تاریخی، تمدنی اور فکری ورثہ

قرار دے کر اپنی تصنیفات میں محفوظ رکھا۔ طبری، مسعودی، بلاذری، یعقوبی، اور ابن خردادب جیسے مورخین نے اپنی کتب میں نینوا کے جغرافیہ، سماج، بادشاہت، اور ثقافتی پہلوؤں کا ذکر کیا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نینوا کی تہذیبی اہمیت اسلامی دور میں بھی تسلیم کی جاتی تھی۔ یوں اسلامی تہذیب، جو خود ایک آفاقی اور ہمہ گیر تمدن تھی، نے نینوا جیسے قدیم شہروں کے علمی ورثے کو نہ صرف جذب کیا بلکہ اس میں نئی روح پھونکی، اور اسے اپنے فکری نظام کا جزو بنالیا۔ اس امتزاجی عمل سے ہی وہ تہذیبی عظمت ممکن ہوئی جو اسلامی دنیا کی شناخت بنی۔ نینوا کی تہذیب محض ایک قدیم تمدن کا نمونہ نہیں بلکہ فکری، تمدنی اور علمی اثرات کا ایک ایسا منبع ہے جس سے آنے والی کئی تہذیبوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض حاصل کیا۔ اس کے اثرات نہ صرف مشرق وسطیٰ کی اقوام بلکہ یونان، روم اور عالم اسلام تک محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ نینوا کی تہذیب اس لحاظ سے عالمی تہذیبی ورثہ ہے، جس کے اثرات نے انسانیت کی فکری ترقی کی بنیادیں استوار کیں۔

نینوا اور ہم عصر تہذیبیں

1- میسوپوٹیمیا کی ہم عصر تہذیبیں: سومر، آکٹہ بابل

نینوا، اگرچہ آشوری سلطنت کا مرکز تھا، مگر اس کا فکری، سیاسی اور ثقافتی تعلق میسوپوٹیمیا کی دیگر اہم تہذیبوں سے تھا۔ سومری تہذیب کو عمومی طور پر سب سے قدیم تحریری تہذیب تصور کیا جاتا ہے۔ ان کی ایجاد کردہ پکتہ تحریر (Cuneiform Script) کا استعمال نینوا میں بھی رائج رہا، جس نے علم و ادب کے ریکارڈ محفوظ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اکلدی سلطنت نے سومری اثرات کو اپنے تمدن میں جذب کر کے ایک نئی سیاسی طاقت کی صورت اختیار کی، اور نینوا نے انہی اکلدی اصولوں کو اپنایا۔ ”اکلدی زبان نینوا کے دربار، قانون اور تعلیم کا مرکزی ذریعہ رہی۔“ (7)

اکلدی زبان کو نینوی دربار میں رسمی زبان کا درجہ حاصل تھا، جو اس امر کی دلیل ہے کہ نینوا نے اکلدی تہذیب کے ادبی و انتظامی اصولوں کو قبول کیا۔ ”سومری تصورات کی موجودگی نینوا کے مذہبی نظام، خصوصاً دیوی ایشتر کے تصور میں صاف دکھائی دیتی ہے۔“ (8) بابلی تہذیب اور نینوا کا تعلق خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ دونوں تہذیبیں اگرچہ بعض اوقات حریف رہیں، مگر تہذیبی سطح پر تبادلہ اثر و اثر پذیریری جاری رہا۔ بابل کا قانونی ضابطہ (قانون ہمورابی) نینوا کے عدالتی اصولوں پر اثر انداز ہوا، اور اس کے برعکس نینوا کی سیاسی تنظیم و عسکری مہارت نے بابل کو متعدد پہلوؤں میں متاثر کیا۔ ”نینوا نے بابل سے قانون اور دیومالا کا جوہر اخذ کیا اور اس کو نئے اسلوب میں ڈھالا۔“ (9)

2- مصر اور ایران: تمدنی اثرات

نینوا اور قدیم مصر کے درمیان براہ راست تمدنی روابط محدود رہے، تاہم اشیائے تجارت، فنون تعمیر اور دیومالا کے بعض عناصر دونوں میں مشترک دکھائی دیتے ہیں۔ نینوا میں جس طرح شاہی محلات اور معبد بنائے گئے، ان کی ترتیب و تزئین میں مصر کے فن تعمیر کی جھلک ملتی ہے۔ دیوی ایشتر اور مصری دیوی ایسیز (Isis) کے بعض اوصاف میں حیرت انگیز مشابہت دیکھی گئی ہے، جو اساطیری تبادلے کی علامت ہے۔

”دیومالائی تصور میں ایشتر اور ایزس کا کردار خواتین کی زرخیزی، اقتدار اور حفاظت کا عالمی استعارہ بن گیا۔“ (10)

ایران میں، چنانچہ سلطنت (Achaemenid Empire) نے نیوا کے کئی ریاستی اصول اختیار کیے۔ شاہی دربار کی مرکزیت، فوجی تنظیم، زراعتی نظم، اور سلطنتی نگرانوں کا نظام (جسے بعد میں اسلامی دور میں "عالم" یا "والی" کی شکل دی گئی) نیوا کے ادارتی ڈھانچے سے متاثر ہوا۔ حتیٰ کہ فارسی کتبوں اور شاہی نوشتوں میں نیوی تختیوں کا انداز کسی حد تک باقی رہا۔

”ایرانی سلطنت نے نیوا کی انتظامی ساخت کو نئے انداز میں نقل کیا اور اسے اپنے نظام میں شامل کر لیا۔“ (11)

3۔ یونانی و رومی اثر پذیری

جب یونان نے علمی و فلسفیانہ ترقی کی، تو اس نے مشرقی تہذیبوں کو بڑی غور سے دیکھا۔ ہیرودوت، جو قدیم یونانی مؤرخ تھا، اس نے نیوا اور بابل کا ذکر اپنی تحریروں میں تفصیل سے کیا۔ یونانی دانشوروں نے نیوا کی اساطیری روایات، فلکیاتی مشاہدات اور طبی اصولوں کو یونانی زبان میں منتقل کیا۔

رومی سلطنت نے بھی مشرقی تہذیبوں کو زیرِ نگاہ رکھا۔ نیوا کے شہری نظم و ضبط، فوجی ساخت، اور شاہی اقتدار کے اصول بعد کے رومی دربار اور ان کی قانون سازی میں جھلکتے ہیں۔ یونانی۔ رومی اساطیر میں نیوا کی دیومالا کے اثرات بعض صورتوں میں ضم ہو کر نمودار ہوتے ہیں۔

4۔ ابراہیمی ادیان اور دینی متون میں نیوا کا ذکر

ابراہیمی مذاہب یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی مقدس کتابوں میں نیوا کا ذکر نہایت اہمیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ جو قرآن مجید، بائبل اور تلمود تینوں میں موجود ہے، نیوا سے براہ راست منسلک ہے۔

حضرت یونسؑ کو نیوا کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، جو اپنے اعمال بد کی وجہ سے عذاب کے قریب تھی۔ یونسؑ کی قوم نے توبہ کی، اور عذاب ٹل گیا۔ یہ واقعہ نہ صرف دینی معنویت رکھتا ہے، بلکہ اس سے نیوا کی اخلاقی و روحانی فضا، اجتماعی توبہ، اور اخلاقی بیداری کے اشارے ملتے ہیں۔

یہ واقعہ بعد کے ابراہیمی ادیان میں تبلیغ، توبہ اور نجات جیسے نظریات کی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے۔ یہی واقعہ اسلام میں حضرت یونسؑ کی نجات اور اللہ کی رحمت کی علامت بنتا ہے۔ نیوا کی دینی تاریخ میں صرف ایک شہر نہیں، بلکہ روحانی تربیت، اجتماعی اصلاح اور الٰہی پیغام کا مظہر بن کر ابھرتا ہے۔

”نیوا کا واحد شہر ہونا کہ جس کی قوم نے اجتماعی توبہ کی، اسے آسمانی کتابوں میں انوکھا مقام عطا کرتا ہے۔“ (12)

”فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةً آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ“ (13)

نیوا ایک ایسی تہذیب تھی جس نے نہ صرف اپنے زمانے میں اقتدار، علم، اور نظم و نسق کے میدان میں امتیاز حاصل کیا بلکہ اپنے ہم عصر اور بعد کے تمدنوں پر بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ چاہے وہ میسوپوٹیمیا کی دیگر اقوام ہوں، مصر و ایران کی سلطنتیں ہوں، یونان و روم کے فلسفی و مؤرخ، یا ابراہیمی ادیان کی مقدس روایتیں— ہر سطح پر نیوا کے اثرات کسی نہ کسی صورت میں جھلکتے ہیں۔

نئیواکی تہذیب نے انسانی فکر، قانون، مذہب، اور نظم حیات میں جو میراث چھوڑی، وہ آج بھی علمی، تاریخی اور دینی مباحث میں معتبر حوالہ ہے۔

حوالہ جات

- 1- ایچ ڈبلیو ایف سیگس، دی مائٹ دیٹ واز آشوریا، لندن: سڈج وک اینڈ جیکسن، 1984ء، ص 123
- 2- مترجم، جناب مولانا محمد علی خان صاحب عرشی، ”تاریخ بابل و نیوا“، سن اشاعت ندارد، ص 183_184
- 3- ایضاً، ص 180_181
- 4- ایضاً، ص 181_182
- 5- ایضاً، ص 186
- 6- ایس این کریمر، ہسٹری بگنز ایٹ سومر، فلاڈیلفیا: یونیورسٹی آف پنسلوانیا پریس، 1981ء، ص 89
- 7- ژاں بوتیرو، میسوپوٹیمیا: رائٹنگ، ریزنگ اینڈ دی گاڈز، شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو پریس، 2001ء، ص 73
- 8- لیونارڈ وولی، دی سمریٹس، آکسفورڈ: کلیئر نڈن پریس، 1929ء، ص 57
- 9- ہیرودوٹس، دی ہسٹریز، ترجمہ: پیٹریک کلاکس، لندن، 2003ء، ص 245
- 10- گویڈولین لیک، میسوپوٹیمیا: دی انوینشن آف دی سٹی، لندن: پیٹریک کلاکس، 2002ء، ص 142
- 11- ولیم رائٹ، ایمپائر آف دی ہیتائٹس، لندن: نیسبٹ اینڈ کمپنی، 1884ء
- 12- محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، ”خطبات بہاولپور“، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2000ء، ص 88
- 13- قرآن مجید، سورہ یونس، آیت 98

References

1. HWF Seges, The Might That Was Assyria, London: Sedgewick & Jackson, 1984, p. 123
2. Translator, Mr. Maulana Muhammad Ali Khan Sahib Arshi, "History of Babylon and Nuwa", Unpublished, pp. 183-184
3. Ibid, pp. 180-181
4. Ibid, pp. 181-182
5. Ibid, p. 186
6. S. N. Kramer, History Begins at Somer, Philadelphia: University of Pennsylvania Press, 1981, p. 89.
7. Jean Botero, Mesopotamia: Writing, Reasoning and the Gods, Chicago: University of Chicago Press, 2001, p. 73
8. Leonard Woolley, The Sumerians, Oxford: Clarendon Press, 1929, p. 57
9. Herodotus, The Histories, translated by Penguin Classics, London, 2003, p. 245
10. Gwendoline Lake, Mesopotamia: The Invention of the City, London: Penguin Books, 2002, p. 142
11. William Wright, Empire of the Hittites, London: Nesbitt & Company, 1884
12. Muhammad Hamidullah, Dr., "Khatbat-e-Bahawalpur", Lahore: Idara-e-Thafat-e-Islamia, 2000, p. 88
13. The Holy Quran, Surah Yunus, verse 98